بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ احناف کے اس مسئلہ کہ "امام رکوع میں ہو اور مقتدی تکبیر کہہ کر اس کے ساتھ رکوع میں مل جائے تو اس کو وہ رکعت مل جاتی ہے۔" پر انجینئر مرزا نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ مؤقف حدیثِ پاک کے صریح خلاف ہے حدیث پاک میں اِس سے منع کیا گیا ہے پھر اُس نے ترجمہ والی بخاری شریف سے ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث کا ترجمہ پڑھا کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس طرح کیا تھا تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تو منع کیا ہے اور اہل کوفہ (امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ) نے حدیث کا خلاف کرتے ہوئے اس کو اپنا شیوہ بنالیا، اس کی اس بات میں کتنی حقیقت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

آپ کو انجینئر مرزا کی علمیت کا اندازہ یہاں سے ہی لگالینا چاہیے کہ اس نے ترجمہ والی بخاری سے مذکورہ حدیث کا ترجمہ ہی سنایا، نہ عربی متن پڑھا اور نہ ہی پُورا ترجمہ بیان کیا بلکہ حدیثِ پاک کے معنی کو کچھ کا کچھ بنا کر یہ جتانے کی ناکام کوشش کی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ جیسے عظیم تابعی مجتہد کا مذکورہ مسئلہ حدیثِ پاک کے مخالف، اپنا خود ساختہ اور بقول اس کے اپنا شیوہ بنایا ہوا ہے (العیاذ باللہ) اور اس کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں۔

اپنے مؤقف ﴿امام کے ساتھ رکوع پانا رکعت پانا ہے﴾ کی تائید میں احادیثِ مبارکہ اور اقوال وافعالِ صحابہ اور عبارات فقہاء پیش کرنے سے پہلے میں مرزا کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا یہ فتوی کہ "مذکورہ مذہب حدیث کے خلاف اور حدیث کے مقابلے گڑھا گیا ہے" امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے علاوہ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی علیہم الرحمہ جیسی جلیل القدر شخصیات پر بھی لگ رہا ہے کیونکہ مذکورہ مؤقف ان کا بھی ہے جیسا کہ ان کی کتبِ فِقہ سے واضح ہے۔ مزید بھی یہ فتوی کن کن عظیم شخصیات پر لگتا ہے؟ دیکھتا جائے اور گنتا جائے۔ چنانچہ

☆ابو عمر یوسف القرطبی (المتوفی:463) اپنی کتاب "التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد" میں فرماتے ہیں:

"وقال جمهور العلماء: من أدرك الإمام راكعاً، فكبر وركع وأمكن يديه من ركبتيه قبل أن يرفع الإمام رأسه من الركوع فقد أدرك الركعة، ومن لم يدرك ذلك، فقد فاتته الركعة، ومن فاتته الركعة، فقد فاتته السجدة، لا يعتد بالسجود وعليه أن يسجد مع الإمام ولا يعتد به، **هذا مذهب مالك والشافعي وأبي حنيفة وأصحابهم، وهو قول الثوري والأوزاعي وأبي ثور وأحمد بن حنبل وإسحاق، وروي ذلك عن علي وابن مسعود وزيد بن ثابت وبن**

عمروعطاء وإبراهيم النخعي وميمون وعروة بن الزبير "ترجمہ: جمہور علمائے کرام فرماتے ہیں: کہ جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا، تکبیر کہی اور امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے پہلے مقتدی کے ہاتھ گھٹنوں کو پہنچ گئے تو اس نے وہ رکعت پالی، اور جو ایسا نہ کر سکا اس کی وہ رکعت فوت ہو گئی اور جس کی رکعت فوت ہو گئی اس کی اس رکعت کا سجدہ بھی فوت ہو گیا، اس کو شمار نہ کرے اور اس پر لازم ہے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے لیکن اسے شمار نہ کرے۔ **یہ مذہب امام مالک، امام شافعی، امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا ہے۔ اور یہ امام ثوری، امام اوزاعی، امام ثور، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کا قول ہے۔** اور یہ قول **حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبد اللہ بن عمر، عطاء، ابراہیم نخعی، میمون اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین** سے روایت کیا گیا ہے۔ (التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج7، ص73، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية)

مذکورہ شخصیات جن میں حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت جیسے جلیل القدر صحابہ کرام اور آئمہ اربعہ جیسے جلیل القدر مجتہدین موجود ہیں، مرزا کے مطابق ان کا مؤقف حدیث کے خلاف اور اپنا خود ساختہ مذہب ہے۔ (معاذ اللہ من ذلک) ایسے ہی جاہلوں کے بارے میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "من افتی بغیر علم لعنته ملائکة السماء والارض" یعنی جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (کنز العمال، حدیث: 29018)

ایک اور حدیث میں میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اتخذ الناس رؤساً جُهالاً فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا" یعنی لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح بخاری) اور مرزا بھی انہیں احادیث کا مصداق ہے۔

اب اپنے مؤقف کہ ﴿امام کے ساتھ رکوع پانا رکعت پانا ہے﴾ پر احادیث اور ان احادیث کی تائید میں صحابہ کرام، تابعین عظام و آئمہ مجتہدین کے اقوال و افعال پیشِ خدمت ہیں تاکہ قارئین حضرات کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسئلہ خود ساختہ یا حدیث کے مخالف و مقابل گڑھا ہوا نہیں بلکہ شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ

☆سنن کبریٰ للبیہقی میں ہے "أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أخبرني محمد بن أحمد بن بالويه، ثنا محمد بن غالب، حدثني عمرو بن مرزوق، أنبأ شعبة، عن عبد العزيز بن رفيع، عن رجل، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: "إذا جئتم والإمام راكع فاركعوا، وإن كان ساجدا فاسجدوا، ولا تعتدوا بالسجود إذا لم يكن معه الركوع" ترجمہ: آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم جماعت کے لیے جاؤ اور امام رکوع کی حالت میں ہو تو رکوع کر لو اور اگر سجدے کی حالت میں ہو تو سجدہ کر لو اور سجدوں کو اُس وقت تک شمار نہ کرنا جب تک اس کے ساتھ رکوع نہ ہو۔

(السنن الكبرى للبيهقي، ج2، ص128، حديث 2576، دار الكتب العلمية، بيروت)

☆مذکورہ حدیث مبارکہ کنز العُمّال میں بھی بعینہ انہی الفاظ سے موجود ہے۔

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ج7، ص644، حديث 20695، مؤسسة الرسالة)

☆حضرت زین الدین عبد الرحمن رجب علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں حدیث نقل کرتے ہیں "قد روي عن النبي صلى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم "أن من أدرك الركوع فقد أدرك الركعة" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا کہ جس نے امام کے ساتھ رکوع پا لیا اس نے رکعت پالی۔

(فتح الباري، ج7، ص، 116، مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة النبوية)

اب ان احادیث کی تائید میں صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور دیگر حضرات کی تائیدات ملاحظہ فرمائیں۔

افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہما کا عمل:

☆سنن کبری للبیہقی میں ہے: "أخبرنا أبو بكر بن الحارث، أنبأ أبو محمد بن حيان، أنبأ إبراهيم بن محمد بن الحسن، أنبأ أبو عامر، ثنا الوليد بن مسلم، أخبرني ابن ثوبان، عن أبيه، عن مكحول، عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام، أن أبا بكر الصديق، وزيد بن ثابت "دخلا المسجد والإمام راكع فركعا، ثم دبا وهما راكعان حتى لحقا بالصف" ترجمہ: حارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہما مسجد میں داخل ہوئے اور امام رکوع میں تھا تو دونوں نے رکوع کیا اور رکوع کی حالت میں صف سے جا ملے۔

(السنن الكبرى، ج2، ص129، حديث 2585، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

☆سنن کبری میں ہے: "أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق المزكي، أنبأ أحمد بن سلمان الفقيه، أنبأ الحسن بن مكرم، ثنا علي بن عاصم، ثنا خالد الحذاء، عن علي بن الأقمر، عن أبي الأحوص، عن عبد الله يعني ابن مسعود قال: "من لم يدرك الإمام راكعا لم يدرك تلك الركعة" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: جو امام کو رکوع میں نہ پا سکا تو اس نے وہ رکعت بھی نہ پائی۔

(السنن الكبرى، ج2، ص128، حديث 2578، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور زید بن وہب رضی اللہ تعالی عنہما کا عمل:

☆سنن کبری میں ہے: "أخبرنا أبو نصر بن قتادة، أنبأ أبو الفضل بن خميرويه، ثنا أحمد بن نجدة، ثنا سعيد بن منصور، ثنا أبو الأحوص، ثنا منصور، عن زيد بن وهب قال: "خرجت مع عبد الله يعني ابن مسعود من داره إلى المسجد فلما توسطنا المسجد ركع الإمام فكبر عبد الله وركع وركعت معه، ثم مشينا راكعين حتى انتهينا إلى الصف حين رفع القوم رؤسهم فلما قضى الإمام الصلاة قمت وأنا أرى أني لم أدرك فأخذ عبد الله بيدي وأجلسني، ثم قال: إنك قد أدركت" ترجمہ: زید بن وہب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر سے ان کے ساتھ مسجد کے لیے نکلا تو جب ہم مسجد پہنچے تو امام صاحب رکوع میں

چلے گئے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے تکبیرِ تحریمہ کہی اور رکوع میں چلے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ رکوع میں چلا گیا اور پھر جب قوم رکوع سے سر اٹھا رہی تھی ہم رکوع کی حالت میں صف تک پہنچے، تو جب امام صاحب نے نماز مکمل کی تو میں اس گمان سے کہ میں نے رکعت نہیں پائی کھڑا ہو گیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بیٹھا دیا اور فرمایا کہ بیشک تم نے وہ رکعت پالی۔ (السنن الکبری، ج2، ص130، حدیث 2587، دار الکتب العلمیة، بیروت)

☆مذکورہ روایت کو انہی الفاظ کے ساتھ علامہ عینی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں بھی ذکر فرمایا۔ (عمدۃ القاري، ج6، ص55، الحدیث 783، باب اذا رکع دون الصف، دار إحیاء التراث، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا قول:

☆مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "حدثنا أبو بکر قال: نا حفص، عن ابن جریج، عن نافع، عن ابن عمر، قال: "إذا جئت والإمام راکع ,فوضعت یدیک علی رکبتیک قبل أن یرفع رأسه فقد أدرکت" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم جماعت کے لیے جاؤ اور امام بحالتِ رکوع ہو تو اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے پہلے تم نے (تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد) اپنے دونوں گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے تو تم نے وہ رکعت پالی۔

(المصنف، ج1، ص219، حدیث 2520، مکتبۃ الرشد، الریاض)

☆یہ روایت بعینہ انہیں الفاظ کے ساتھ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد القرطبی (المتوفی: 463ھ) نے اپنی کتاب "التمهيد لمافی المؤطا من المعانی والاسانید" میں ذکر فرمائی۔

(التمهيد، ج7، ص74، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب)

حضرت زید بن ثابت اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما کا عمل:

☆سنن کبری میں ہے: "أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب، ثنا محمد بن خالد بن خلي، ثنا بشر بن شعیب بن أبي حمزة، عن أبیه، عن الزهري قال: کان زید بن ثابت "إذا دخل المسجد والناس رکوع استقبل القبلة فکبر، ثم رکع، ثم دب وهو راکع حتی یصل إلی الصف۔۔۔ وقال هشام بن عروة بن الزبیر: کان عروة یفعل ذلک" ترجمہ: امام زہری سے مروی کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ جب مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ رکوع میں تھے تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے قبلہ رُخ ہو کر تکبیر فرمائی اور رکوع کی حالت میں صف سے جا ملے۔۔۔ ہشام بن عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

(السنن الکبری، ج2، ص130، حدیث 2589، دار الکتب العلمیة، بیروت)

حضرت میمون رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

☆مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "حدثنا کثیر بن هشام، عن جعفر، عن میمون، قال: "إذا دخلت المسجد

والقوم ركوع فكبرت قبل أن يرفعوا رؤسهم ،فقد أدركت الركعة‘‘ترجمہ:حضرت میمون رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:جب تم مسجد میں داخل ہو اور قوم بحالتِ رکوع ہو تو قوم کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے تم نے رکوع کی تکبیر کہہ لی(اور رکوع میں چلے گئے)تو تم نے وہ رکعت پالی۔ (المصنف في الأحاديث والآثار،ج1،ص220،حديث2523،مكتبة الرشد،الرياض)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

☆امام بخاری کے استاد صاحب کی کتاب ’’مصنف عبد الرزاق‘‘میں ہے:’’عن عطاء قال:إذا ركعت قبل أن يرفع الإمام رأسه فقد أدركت،فإن رفع قبل أن تركع فقد فاتتك‘‘ترجمہ:حضرت عطاء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:جب تم امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے پہلے رکوع کر لو تو تم نے وہ رکعت پا لی اور اگر امام نے تیرے رکوع کرنے سے پہلے سر اُٹھالیا تو تیری رکعت فوت ہوگئی۔ (المصنف عبد الرزاق،ج2،ص282،حديث3375،المكتب الإسلامي،بيروت)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

☆سنن کبری للبیہقی میں ہے:’’أخبرنا أبو بكر بن الحارث،أنبأ أبو محمد بن حيان،ثنا إبراهيم،ثنا أبو عامر،ثنا الوليد قال:وأخبرني إسماعيل،عن عمرو بن مهاجر،عن عمر بن عبد العزيز قال:’’إذا أدركهم ركوعا كبر تكبيرتين تكبيرة لافتتاح الصلاة وتكبيرة للركوع وقد أدرك الركعة‘‘ترجمہ:حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:جب کوئی شخص قوم کو رکوع میں پائے تو وہ دو تکبیریں کہے ایک نماز شروع کرنے کے لیے اور دوسری رکوع میں جانے کے لیے تو تحقیق وہ (امام کو رکوع میں پانے کی وجہ سے) رکعت پالے گا۔

(السنن الكبرى،ج2،ص131،حديث2591،دار الكتب العلمية،بيروت)

اب سوال میں مذکور حدیث کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث کی تشریح:

☆سوال میں مذکور حدیث بخاری شریف میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے’’وعن أبي بكرة:’’أنه انتهى إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو راكع،فركع قبل أن يصل إلى الصف،ثم مشى إلى الصف فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم،قال:’’زادك الله حرصا،ولا تعد‘‘ترجمہ:حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم رکوع میں تھے تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے **صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر صف کی طرف چلے** تو یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا’’اللہ تیری عبادت کی حرص کو زیادہ فرمائے،ایسا نہ کرنا‘‘

(صحیح بخاری،باب اذا رکع دون الصف،ج1،ص178،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

یہ حدیث دراصل ہمارے مسئلے کی دلیل ہے جس کو مرزانے اپنی چالاکی وچرب زبانی سے فقط بخاری کا ترجمہ سُنا کر اپنے بے بنیاد مؤقف کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جس کی تردید و تکذیب اب تک کے دلائل سے واضح ہے۔ یہ حدیث ہماری دلیل اس طرح ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رکوع میں شامل ہونے کی اتنی جلدی کی کہ صف سے پہلے ہی رکوع کر کے شامل ہوگئے تو ایسا کیوں؟ اور کس مقصد سے کیا؟ یہی مقصد تھا کہ مجھے امام الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا رکوع مل جائے اور میری رکعت فوت نہ ہو۔ اور آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں اِس نماز کے اِعادے کا حکم نہیں دیا جو اس کی واضح دلیل ہے۔

اعتراض: تو پھر آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کس چیز سے منع فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو امام کے ساتھ رکوع ملنے کی وجہ سے اس رکعت کو شمار کرنے سے منع نہیں فرمایا جو مرزانے سمجھا بلکہ نماز کی طرف شدید تیز چلنے کہ جس سے سانس پھول جائے، صف سے پہلے ہی رکوع کر لینے، اتنی تاخیر کرنے کہ جس سے رکعت فوت ہونے کا خوف ہو اور صف کی طرف بحالتِ رکوع چلنے سے منع فرمایا اور ایک قول کے مطابق نماز کے اعادے سے منع فرمایا۔ یہ خلاصہ تھا جو علامہ عینی اور ملا علی قاری علیہما الرحمہ نے فرمایا۔ اب ان حضرات کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

☆اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی "عمدة القاري شرح صحيح بخاري" میں فرماتے ہیں "قوله: (فذكرذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم) أي: فذكر ما فعله أبوبكرةمن ركوعه دون الصف، وفي رواية أبي داود: (فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم صلاته، قال: أيكم الذي ركع دون الصف ثم مشى إلى الصف؟ فقال أبو بكرة: أنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: زادك الله حرصا، ولا تعد) وفي رواية الطبراني من رواية حماد بن سلمة: (فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيكم دخل الصف وهوراكع؟) قوله: (زادك الله حرصا) أي: على الخير، قوله: (ولاتعد) قال السفاقسي عن الشافعي، يعني: لا تركع دون الصف وقيل: لا تعد أن تسعى إلى الصلاة سعيا يحفزك في النفس وقيل: لا تعد إلى الإبطاء وقال الطحاوي: قوله: (لاتعد) عندنايحتمل معنيين: يحتمل ولا تعدأن تركع دون الصف حتى تقوم في الصف، كما قد روى عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إذا أتى أحدكم الصلاة فلا يركع دون الصف حتى يأخذ مكانه من الصف) ويحتمل أي ولا تعدأن تسعى إلى الصف سعيا يحفزك فيه النفس، كما جاء عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إذا أقيمت الصلاة فلاتأتوهاوأنتم تسعون، واتوهاوأنتم تمشون وعليكم السكينة، فماأدركتم فصلواومافاتكم فأتموا) وقال القاضي البيضاوي: يحتمل أن يكون عائداإلى المشي إلى الصف في الصلاة، فإن الخطوة والخطوتين، وإن لم تفسد الصلاة، لكن الأولى التحرز عنها، ثم قوله: (ولاتَعُد) في جميع الروايات، بفتح التاء وضم العين من

العودوقيل:روي بضم التاءوكسرالعين(ولا تُعِد):من الإعادة،فإن صحت هذه الرواية فمعناه: ولا تُعِد صلاتک.

ذکرمایستفادمنہ: قال الطحاوي:في هذاالحديث أنه رکع دون الصف فلم يأمره رسول الله صلى الله عليه وسلم بإعادةالصلاة۔انتهى.وروي عن ابن مسعود وزيدبن ثابت رضي الله تعالی عنهما:أنهمافعلاذلک ،رکعادون الصف ومشياإلى الصف رکوعا،وفعله عروةبن الزبيروسعيدبن جبيروأبو سلمةوعطاء،وقال مالک والليث:لا بأس بذلک إذا کان قريبا قدرمايلحق "ترجمہ:حدیث کا یہ جز کہ(تو یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا)یعنی ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے جو صف سے پیچھے ہی رکوع کر لیا تھا اُس کو ذکر کیا گیا،اور سنن ابو داؤد کی روایت میں ہے(کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل کی تو فرمایا:تم میں سے کس نے صف کے پیچھے رکوع کیا اور پھر صف سے جا ملا؟حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی!میں تھا،تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:اللہ تیری حرص میں زیادتی فرمائے آئندہ ایسا نہ کرنا)اور طبرانی کی حماد بن سلمہ سے مروی روایت میں ہے(جب آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا:تم میں سے کون صف میں رکوع کی حالت میں داخل ہوا؟)اور آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان(اللہ تیری حرص میں زیادتی فرمائے)یعنی خیر پر تیری حرص زیادہ فرمائے۔اور حضور کا یہ فرمان(ایسا نہ کرنا)امام سفاقسی امام شافعی سے اس کی مراد کو نقل کرتے ہیں کہ اس فرمان سے مراد ہے کہ ایسا نہ کرنا کہ تم اس طرح بھاگ کر نماز کے لیے آؤ کہ تمہارا سانس پھول جائے۔اور ایک قول یہ ہے کہ نماز میں دوبارہ تاخیر نہ کرنا۔اور امام طحاوی فرماتے ہیں:کہ حضور کا یہ فرمان کہ"ایسا نہ کرنا"دو معنی کا احتمال رکھتا ہے﴿1﴾کہ تم دوبارہ صف کے علاوہ رکوع نہ کرنا یہاں تک کہ صف میں آکر کھڑے ہو جاؤ،جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ آپ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو وہ صف کے علاوہ رکوع نہ کرے یہاں تک کہ صف میں اپنی جگہ کھڑا ہو جائے)﴿2﴾اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایسا نہ کرنا کہ تم اس طرح بھاگ کر نماز کے لیے آؤ کہ تمہارا سانس پھول جائے۔جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ آپ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(جب نماز قائم کی جائے تو اُس کی طرف بھاگتے ہوئے نہ جاؤ بلکہ اس طرح جاؤ کہ تم سکون واطمینان میں ہو تو نماز کا جو حصہ پالو اُس کو ادا کرلو اور جو رہ جائے اس کو بعد میں مکمل کرلو)اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:کہ آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان(لا تعد)نماز میں صف کی طرف چلنے پر محمول ہونے کا احتمال رکھتا ہے،اور بیشک نماز میں ایک دو قدم چلنا اگرچہ نماز کو فاسد نہیں کرتا مگر اس سے بھی بچنا اولی ہے۔پھر آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ(لا تعد یعنی ایسا نہ کرنا)تمام روایات میں تاء کے فتح اور عین کے ضمہ کے ساتھ عود سے مشتق ہے۔اور

ایک قول (لاتُعِد) تاء کے ضمہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ اعادہ سے مشتق روایت کیا گیاہے اور اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس کا معنی ہو گا کہ اپنی نماز کا اعادہ نہ کرنا۔

جو اس حدیث سے مستفاد ہو تا ہے اس کا ذکر:

امام طحاوی اس حدیثِ پاک کے ثمرے میں فرماتے ہیں: کہ ان صحابی رسول نے صف سے پیچھے رکوع کیا تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز کے دوبارہ لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ (امام طحاوی کا کلام مکمل) اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا گیا کہ ان دونوں حضرات نے ایسا کیا کہ صف سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور رکوع کی حالت میں صف سے جا ملے، اور یہ فعل حضرت عروہ بن زبیر، سعید بن جبیر، ابو سلمہ اور حضرت عطاء رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے فرمایا۔ امام مالک اور امام لیث فرماتے ہیں: کہ جب مقتدی صف سے ملنے کے قریب ہو تو اس (یعنی بحالتِ رکوع چلنے) میں کوئی حرج نہیں۔

(عمدة القاري، ج6، ص55، الحديث783، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

اب اِسی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔

☆مرقاۃ المفاتیح میں ہے" (وعن أبي بكرة: أنه انتهى إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو) أي: النبي (راكع، فركع، أي: نوى وكبر قائما وركع (قبل أن يصل إلى الصف) ليدركه عليه السلام **فإن من أدرك الركوع، فقد أدرك تلك الركعة** (ثم مشى إلى الصف) أي: بخطوتين أو بأكثر غيرمتوالية (فذكر) على البناء للمفعول، وقيل معلوم (ذلک) أي: ما فعله للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال: زادک الله حرصا) على الطاعة والمبادرة إلى العبادة (ولا تعد) بفتح التاء وضم العين من العود، أي: لا تفعله مثل ما فعلته ثانيا، وروي ولاتعدبسكون العين وضم الدال من العدو، أي: لاتسرع في المشي إلى الصلاة، واصبرحتى تصل إلى الصف، ثم اشرع في الصلاة، وقيل: بضم التاء وكسرالعين من الإعادة، أي: لاتعدالصلاة التي صليتها۔ **قال النووي في شرح المهذب:** فيه أقوال، **أحدها:** لا تعد من العدو، كقوله "لا تأتوها تسعون" **والثاني:** لاتعدإلى التأخرعن الصلاةحتى تفوتک الركعة مع الإمام، **والثالث:** لاتعدإلى الإحرام خلف الصف نقله ميرک، ولا خفاء أن المعنى الثالث أنسب بالمقام، والأجمع ماقال العسقلاني ضبطناه في جميع الروايات بفتح أوله وضم العين من العود، أي: لاتعد إلى ما صنعت من السعي الشديد، ثم من الركوع دون الصف، ثم من المشي إلى الصف "ترجمہ: (حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور وہ) یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم (رکوع میں تھے، تو انہوں نے بھی رکوع کیا) یعنی کھڑے کھڑے نیت کی، تکبیر کہی اور رکوع میں گئے (قبل اس سے کہ صف میں پہنچتے) **تاکہ وہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو رکوع میں پالیں کہ**

بیشک جس نے رکوع پالیا اس نے وہ رکعت پالی (پھر وہ صف تک چلے) یعنی دو قدم یا اس سے زیادہ کچھ وقفے سے نہ کہ پے در پے (تو ذکر کیا گیا) بنی للمفعول ہونے کے اعتبار سے (یہ ترجمہ ہے) اور ایک قول میں یہ معلوم کا صیغہ ہے۔ (یہ معاملہ) یعنی جو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل تیری حرص زیادہ فرمائے) نیکی اور عبادت کی طرف جلدی کرنے پر (لاتعد یعنی ایسا نہ کرنا) تاء کے فتح اور عین کے ضمہ کے ساتھ ''عود'' سے مشتق، یعنی یہ کام جو کیا ہے دوبارہ نہ کرنا۔ اور روایت کیا گیا کہ ''لاتعد'' عین کے سکون اور دال کے ضمہ کے ساتھ ''عدو'' سے مشتق، یعنی نماز کی طرف چلنے میں جلدی نہ کر، اور صبر کر یہاں تک کہ تو صف میں پہنچ جائے، پھر نماز شروع کر۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ''لاتُعِد'' تاء کے ضمہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ ''اعادہ'' سے مشتق، یعنی جو نماز پڑھ لی اُس کو نہ لوٹانا۔ **امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی** اپنی شرح مہذب میں فرماتے ہیں: ''لاتعد'' میں کئی اقوال ہیں: ﴿1﴾ لاتعد عدو سے مشتق ہے جیسے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ''نماز کی طرف بھاگ کر نہ آؤ'' ﴿2﴾ یعنی نماز میں دوبارہ اتنی تاخیر نہ کرنا کہ تمہاری رکعت امام کے ساتھ ملنے سے رہ جائے۔ ﴿3﴾ دوبارہ صف سے پہلے ہی تکبیر تحریمہ نہ کہنا۔ اس قول کو امام میرک نے نقل کیا۔ اور اس بات میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ تیسرا معنی مقامِ حدیث کے زیادہ مناسب ہے۔ اور جو تمام روایات ہم نے ذکر کیں ان کو امام عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الباری کے قول نے ایک جگہ جمع فرما دیا: ''کہ لاتعُد تاء کے فتح اور عین کے ضمہ کے ساتھ ''عود'' سے مشتق ہے، یعنی دوبارہ نماز کی طرف شدید تیز نہ چلنا، نہ صف سے پہلے رکوع کرنا، نہ صف کی طرف بحالتِ رکوع چلنا۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج3، ص166۔167، الحدیث 1110، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ اقوال میں کہیں بھی مرزا کے مؤقف کو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مراد بیان نہیں کیا گیا، اب مرزا اپنا بے بنیاد مسئلہ، بلکہ شریعت مطہرہ پر تہمت کو ثابت کرنے کے لیے کس کس صحابی، تابعی اور مجتہد کو کوفی ثابت کرے گا۔

(والعیاذ باللہ)

اب فقہائے کرام علیہم الرضوان کے مؤقف کو ملاحظہ فرمائیں:

علامہ تمر تاشی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مؤقف اور اس کی شرح میں علامہ علاؤالدین حصکفی کا کلام:

☆علامہ تمر تاشی علیہ رحمۃ اللہ القوی تنویر الابصار میں فرماتے ہیں ''(ولو اقتدی بامام راکع فوقف حتی رفع الامام رأسہ لم یدرک) المؤتم (الرکعۃ) ﴿علامہ علاؤالدین حصکفی کا کلام﴾ ''لان المشارکۃ فی جزء من الرکن شرط، ولم توجد فیکون مسبوقاً فیأتی بھا بعد فراغ الامام'' ترجمہ: (اگر مقتدی نے رکوع میں موجود امام کی اقتداء کی اور رُکا رہا یہاں تک کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو) مقتدی (نے وہ رکعت نہ پائی) اس لیے کہ رکن کے کسی بھی جز میں ملنا شرط ہے جو کہ اس مسئلے

میں نہیں پایا گیاتو یہ مسبوق ہو گا اور امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کو ادا کرے گا (جس رکعت کا امام کے ساتھ رکوع نہ پاسکا)۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضہ، ج2، ص623، مطبوعہ کوئٹہ)

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی علیہ الرحمہ اور علامہ فخر الدین عثمان الزیلعی الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مؤقف:

☆ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی علیہ الرحمہ کنز الدقائق میں فرماتے ہیں "(وإن أدرک إمامه راکعافکبر ووقف حتی رفع رأسه لم یدرک تلک الرکعة)" ترجمہ: اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا اور رُکا رہا یہاں تک کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھا دیا تو مقتدی نے وہ رکعت نہ پائی۔

(کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضہ، ص45، مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی)

☆کنز الدقائق کی مذکورہ عبارت کی شرح میں تبیین الحقائق میں علامہ فخر الدین عثمان الزیلعی الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "ولنا۔۔۔عن ابن عمر أنه قال إذا أدرکت الإمام راکعافرکعت معه قبل أن یرفع رأسه فقد أدرکت الرکعة وإن رفع رأسه قبل أن ترکع فقد فاتتک تلک الرکعة فهذا الأثر نص في موضع الخلاف" ترجمہ: (مذکورہ مسئلے پر) ہماری دلیل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی مروی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا اور امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے رکوع کر لیا تو تم نے رکعت پالی اور اگر تیرے رکوع کرنے سے پہلے امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو تیری یہ رکعت فوت ہو جائے گی، تو یہ اثر اختلاف کی جگہ نص ہے۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب ادراک الفریضہ، ج1، ص185، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

علامہ حسن بن عمار علی المصری الشرنبلالی الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا کلام:

☆مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں "(ومن أدرک إمامه راکعافکبر ووقف حتی رفع الإمام رأسه) من الرکوع أو لم یقف بل انحط بمجرد إحرامه فرفع الإمام رأسه قبل رکوع المؤتم (لم یدرک الرکعة) کما ورد عن ابن عمر رضي الله عنهما" ترجمہ: جس نے امام کو رکوع میں پایا اور رُکا رہا یہاں تک کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا یا رُکا تو نہیں بلکہ فقط تکبیر تحریمہ کہہ کر جھکا قبل اس سے کہ یہ حدِ رکوع تک پہنچتا امام نے سر اُٹھا لیا تو اس نے رکعت نہ پائی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی مروی روایت میں حکم وارد ہوا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضہ، ص240، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ طحطاوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا کلام:

☆امام طحطاوی مراقی الفلاح پر لکھے ہوئے حاشیے میں مذکورہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں "قوله: (أو لم یقف بل انحط بمجرد إحرامه فرفع الإمام رأسه) بحیث لم تتحقق مشارکته له فیه فإنه یصح اقتداؤه ولکنه لم یدرک الرکعة

حيث لم يدركه في جزء من الركوع قبل رفع رأسه منه"ترجمہ:ان کا قول:(پاؤ کا تو نہیں بلکہ فقط تکبیر تحریمہ کہہ کر جھکا قبل اس سے کہ یہ حدِ رکوع تک پہنچتا امام نے سر اُٹھالیا) اس حیثیت سے کہ مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع میں ملنا متحقق نہیں ہوا تو اس کی اقتداء تو صحیح ہو گئی لیکن اسے یہ رکعت نہیں ملی کیونکہ امام کے سر اُٹھانے سے پہلے مقتدی نے رکوع کے کسی جز کو نہیں پایا۔(پھر آگے چل کر امام طحطاوی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی وہی روایت ذکر فرمائی جو اوپر ذکر کی جاچکی ہے۔)

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،ج1،ص456،باب ادراک الفريضة، دار الكتب العلمية بيروت)

الموسوعة الفقهية الكويتية:

☆الموسوعہ میں ہے:"اتفق الفقهاء على أن من أدرك الإمام في الركوع فقد أدرك الركعة، لقول النبي صلى الله عليه وسلم: من أدرك الركوع فقد أدرك الركعة"ترجمہ:فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا اس نے وہ رکعت پالی، آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ عالی کی وجہ سے کہ "جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔"

(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج23،ص133، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

میری قارئین کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ وہ غور کریں کہ مذکورہ جتنے بھی اقوال بیان ہوئے کسی نے بھی انجینئر مرزاوالا قول نہیں کیا"کہ امام کو رکوع میں پانے والا اس رکعت کو نہیں پائے گا"بلکہ مذکورہ احادیث مبارکہ، صحابہ کرام، آئمہ مجتہدین اور اَجِلّہ فقہائے کرام کے اقوال وافعال اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ یہ مرزا بد مذہب جھوٹا مکّار اور احادیث کے غلط سلط اُردو تراجم سُنا کر جو ناقص رائے میں آیا اُسی پر فتوی دینے والا ہے اور ایسے شخص کو حدیثِ پاک میں ملعون فرمایا گیا، اور ایسے مکّاروں سے بچنا ہم سب پر لازم ہے، سیدی اعلی حضرت فتاوی رضویہ شریف(جلد23 صفحہ نمبر378) میں فرماتے ہیں"اگر کوئی معاذاللہ بد مذہب ہے تو وہ تو نائبِ شیطان ہے اُس کی بات سُنی سخت حرام ہے۔"

اللہ عزوجل ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

و اللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابو المناظر سید مشاہد حسین کاظمی

21 جنوری 2020/25 جمادی الاول 1441